

3 مہنگائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 75 بی پی ایس اضافے کے بعد زری پالیسی ردوبدل کے راستے پر گامزن رہی۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دونوں پالیسی جائزوں میں زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے پالیسی ریٹ کو 100 بی پی ایس بڑھایا کیونکہ بیرونی کمزوریوں، بڑھتے ہوئے مہنگائی کے دباؤ اور مجموعی معاشی کشیدگی، سب کی وجہ سے استحکام کی کوششوں کو مجتمع کرنا ضروری ہو گیا تھا (جدول 3.1)۔

جدول 3.1: معاشی اظہارے					
م 18ء			م 19ء		
یونٹ	سہ 1	سہ 2	سہ 3	سہ 4	سہ 1
مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت*	3.4	4.1	3.8	4.4	5.6
توزی مہنگائی۔ غیر غذائی غیر توانائی*	5.5	5.4	5.4	7.0	7.7
شرح مبادلہ (ایم ٹو ایم)*	105.4	106.5	111.2	116.8	124.4
جاری کھاتے کا خسارہ	3.7	4.6	4.3	6.3	3.6
تیل کی قیمتیں (سعودی لائٹ)*	50.4	59.8	65.7	73.2	75.9
درآمدی معاونت (اسٹیٹ بینک) (اختصاصی عرصہ)	3.3	3.2	2.6	2.1	1.8
مالیاتی خسارہ	1.2	1.0	2.0	2.3	1.4
* سہ ماہی اوسط					
اعداد و شمار کے ماخذ: اسٹیٹ بینک، پاکستان دفتر شماریات، بلومبرگ					

جولائی کی میٹنگ میں ایم پی سی نے خاص طور پر دوسری ششماہی میں مالیاتی رساؤ پر غور کیا کیونکہ اس سے اسٹیٹ بینک کی طلبی دباؤ سے نمٹنے کی کوششیں مجروح ہو سکتی تھیں۔ جولائی 2018ء میں ایم پی سی کے پہلے اجلاس تک یہ دباؤ اتنا بڑھ گیا تھا کہ پالیسی کے حوالے سے ہنگامی اقدام کا احساس پیدا ہو گیا کیونکہ جاری کھاتے کا خسارہ اس ناپائیدار سطح تک پہنچ گیا تھا کہ ذخائر میں کمی

سے بچنے کا کوئی امکان مستقبل دیدہ میں نظر نہ آتا تھا۔ مزید یہ کہ مارچ 2018ء سے توزی مہنگائی میں مسلسل اضافے، روپے کی قیمت میں کمی اور خام تیل کی عالمی قیمتوں سے پیدا ہونے والے بڑھتے ہوئے لاگتی دباؤ اور مہنگائی کی بلند توقعات نے مالی سال 19ء کے لیے عمومی مہنگائی کے 6 فیصد کے سالانہ ہدف سے متجاوز ہونے کا امکان بڑھا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 19ء کے لیے اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے لیے اسٹیٹ بینک کی ماڈل پر مبنی حدود بڑھ کر 6.0 سے 7.0 فیصد ہو گئیں جو پچھلی پیش گوئی سے 50 بی پی ایس زیادہ تھا۔ اس طرح خطرے کا توازن مسلسل مزید سختی کے حق میں بدل رہا تھا چنانچہ ایم پی سی نے پالیسی ریٹ کو متفقہ ووٹ کے ساتھ بڑھا دیا۔

ستمبر کے پالیسی جائزے میں ایم پی سی کے فیصلے میں جو پہلو پیش نظر رکھے گئے وہ گذشتہ سے مختلف نہ تھے۔ تاہم نئے چیلنجز بھی ابھرے جو پچھلے پالیسی فیصلوں کو مزید تقویت دینے کے متقاضی تھے۔ مثال کے طور پر پیداواری فرق کے تخمینے مزید بڑھ گئے تھے اور غذائی اور غیر غذائی اشیاء دونوں میں مہنگائی کا دباؤ عیاں تھا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 19ء کے لیے اسٹیٹ بینک کی مہنگائی کی پیش گوئیاں مزید بڑھ کر 6.5 سے 7.5 فیصد کی حدود میں آگئیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل عوامل نے کردار ادا کیا: (i) تیل کی عالمی قیمتوں میں توقع سے زیادہ اضافہ اور ایندھن کی ملکی قیمتوں کو ان کی منتقلی؛ (ii) گیس کی ملکی قیمتوں میں اضافہ؛ (iii) اوائل ستمبر 2018ء میں درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹی میں مزید اضافہ؛ اور (iv) روپے کی قدر میں پچھلے کمی کے دور ثانی کے اثرات کا تسلسل۔

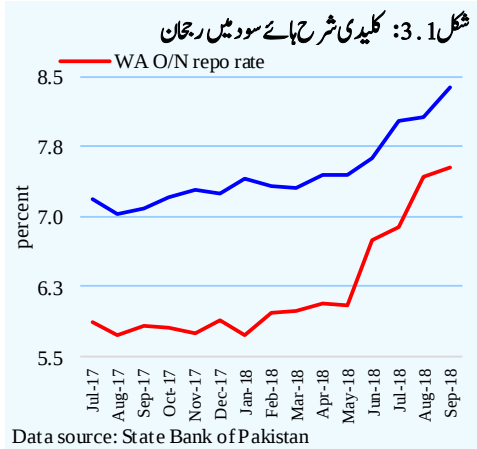
مزید برآں، اگرچہ سی پیک کے تحت اولین منصوبوں کی تکمیل اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں ٹھہراؤ کے ساتھ غیر توانائی درآمدات میں کمی آئی تاہم خام تیل کی بلند قیمتوں کی وجہ سے ادائیگی کا دباؤ بلند رہا۔ درآمدی بل میں اضافے سے مالی سال 19ء کے پہلے دو ماہ کے دوران کارکنوں کی ترسیلات زر اور برآمدات میں بہتری زائل ہو گئی بلکہ منفی اثر ہوا۔ نتیجے کے طور پر جاری کھاتے کے خسارے پر دباؤ قائم رہا۔ ملکی صورت حال کے علاوہ ایم پی سی نے عالمی حالات کو بھی مد نظر رکھا خصوصاً بعض ترقی یافتہ معیشتوں کی تحفظ پسندانہ پالیسیوں اور ابھرتی ہوئی معیشتوں سے سرمائے کے اخراج کے تناظر میں۔ ان تمام حالات کے پیش نظر ایم پی سی نے پالیسی ریٹ میں مزید 100 بی پی ایس اضافے کا فیصلہ کیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسٹیٹ بینک کی استحکام کی کوششوں کو مالیاتی پالیسی سے مسلسل تقویت مل رہی ہے جیسا کہ 19-2018ء کے بجٹ میں ترقیاتی اخراجات میں کٹوتیوں اور قبل ازیں ٹیکس رعایات کے اقدامات کی جزوی منسوخی سے عیاں ہے۔¹ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام سے میزانیہ قرض گیری کم رہی کیونکہ مالیاتی خسارے کا غالب حصہ ملکی نان بینک ذرائع نیز بیرونی قرضوں سے پورا کیا گیا۔ بینکاری نظام کے اندر حکومت نے اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض لیا، جو بنیادی طور پر کمرشل بینکوں کی تحویل میں اس کے میعاد پوری کرنے والے قرضے کے بڑے حجم کی واپسی کے لیے تھا۔

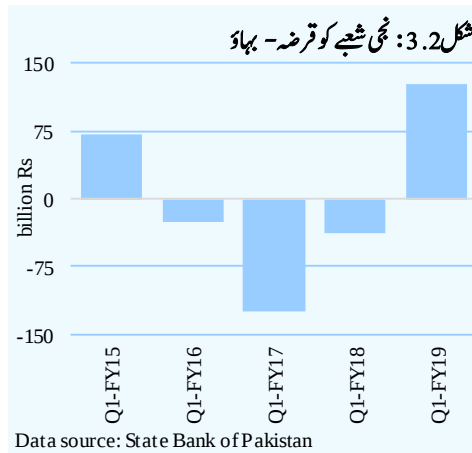
مجموعی اعتبار سے حکومت نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں کو 1.4 ٹریلین روپے واپس کیے۔ چونکہ اس بڑی رقم سے بین الینک انتظام سیالیت اور شبینہ ریٹس کی سطحوں میں خرابی کا خطرہ تھا اس لیے اسٹیٹ بینک کو اپنے پچھلے بازار زر کے سودوں کے ادخالات (1.5

¹ سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کا خرچ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے 165.0 ارب روپے سے کم ہو کر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 106.6 ارب روپے ہو گیا۔

ٹرلیں روپے تک) کو خاصاً کم کرنا پڑا۔ خالص سیالیت کی کیفیت سے دوران سہ ماہی بینک نجی شعبے نیز پی ایس ایز دونوں کی جانب سے قرضے کی بڑھی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے قابل ہو گئے اور شبینہ ریٹس پر کوئی ناروا بوجھ بھی نہ پڑا۔ تاہم شبینہ ریٹس اور پالیسی ریٹ کے درمیان اوسطاً 8 پی پی ایس کا منفی انحراف قائم رہا۔



سیالیت کے آسان حالات اور پالیسی ریٹ میں اضافے کے بہ وزن اوسط شرح قرض گاری (جو دوران سہ ماہی صرف 75 پی پی ایس بڑھی) پر انفعالی اثر نے نجی شعبے کو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اپنی قرض لینے کی رفتار قائم رکھنے میں مدد دی (شکل 3.1)۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں موسمی کمی کے برخلاف مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی قرضے کے مجموعی استعمال میں 127.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا (شکل 3.2)۔ یہ اضافہ زیادہ تر جاری سرمائے کے قرضوں میں عیاں رہا کیونکہ سی بیک کے تحت ابتدائی منصوبوں کی تکمیل کے ساتھ معینہ سرمایہ کاری قرضے دوران سہ ماہی کم ہو گئے۔



جاری سرمائے کے قرضوں میں ٹیکسٹائل اور توانائی کے شعبے کے قرضوں نے چینی اور رائس پروسیسنگ فرموں کی جانب سے قرضوں کی بھاری واپسی کی تلافی کر دی بلکہ بڑھ گئے۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کے قرضوں کو بلند برآمدی سرگرمی نیز کپاس کی قیمتوں میں یکدم اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے تاہم شعبہ توانائی کی طرف سے قرضوں کا استعمال زیادہ تر قیمت کے اثر کو ظاہر کرتا ہے۔ خاص طور پر خام تیل کی بڑھتی ہوئی

قیمتوں نے پیٹرولیم ریفرنسز کی مالکاری کی ضروریات میں اضافہ کر دیا جبکہ فرنس آئل کی بلند قیمتوں نے حرارتی بجلی کی پیداوار کی لاگت بڑھا دی۔ ان دونوں شعبوں میں مجموعی سرگرمیاں پچھلے سال سے کم رہیں۔ خام تیل کے نرخوں کا اثر سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس

ایز) کے لیے ہوئے قرضوں میں بھی نظر آیا۔ بالخصوص ایندھن کی بڑھتی ہوئی لاگت نے شعبہ توانائی کی قدری زنجیر میں (گردشی قرضے کی وجہ سے آنے والے) نقد کے بہاؤ کی مشکلات کو شدید تر کر دیا۔

لہذا مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے برخلاف—جس کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کی تمام تر نمو سرکاری شعبے کے بھاری قرضوں کی وجہ سے ہوئی تھی—مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کی نمو سرکاری اور نجی دونوں شعبوں کے قرضوں کی وجہ سے ہوئی۔ تاہم مجموعی رسد زر (ایم ٹو) پر خالص ملکی اثاثوں کی نمو کا اثر بینکاری نظام کے خالص بیرونی قرضوں میں خالص کمی کی وجہ سے جزو اُزائل ہو گیا جس کی بنا پر

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایم ٹو میں 26.6 ارب روپے کی خالص توسیع درج کی گئی۔ یہ امر پچھلے سال کے برخلاف تھاجب مجموعی رسد زر پر خالص ملکی اثاثوں کی نمو کا اثر خالص بیرونی اثاثوں میں یکدم کمی وجہ سے مکمل طور زائل ہو گیا تھا۔

جدول 3.2: زری مجموعی			
ارب روپے			
ذخائر	بہاؤ	م 18ء	م 19ء
تبر 18ء کے	م 18ء	م 19ء	م 18ء کے
انتظام پر	سہ 1	سہ 1	انتظام پر
حکومتی قرض گیری	333.1	73.5	10,273.2
میزانی قرض گیری	369.9	84.9	9,477.6
اسٹیٹ بینک سے	201.2	1,518.3	5,131.7
جدولی بینکوں سے	168.7	-1,433.7	4,345.8
اجناس کے معاملات کے لیے	-36.3	-10.8	808.9
غیر حکومتی اداروں کے قرضے	-32.2	189.2	7,222.8
نجی اداروں کے قرضے	-37.4	127.9	6,100.8
سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے	5.1	60.7	1,104.7
دیگر اجزاء (خالص)	-130.6	-91.8	-1,119.5
خالص ملکی اثاثے	170.2	171.0	16,376.5
خالص بیرونی اثاثے	-258.6	-148.5	-357.0
اسٹیٹ بینک	-237.1	-92.2	-79.7
جدولی بینک	-21.5	-56.4	-277.2
زری اثاثے (ایم ٹو)	-88.4	22.4	16,019.6
زر بنیاد	-134.7	-31.0	5,453.7

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

3.2 زری مجموعی

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں زرو وسیع (ایم ٹو) 22.4 ارب روپے بڑھ گیا جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں 88.4 ارب روپے کمی آئی تھی۔ تمام اضافہ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کے بڑھنے کی وجہ سے ہوا کیونکہ زیر جائزہ عرصے کے دوران خالص بیرونی اثاثے بدستور کم ہوتے رہے۔ بہاؤ کے لحاظ سے دیکھیں تو اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں پچھلے برس کی نسبت تھوڑی کمی آئی جس کا سبب سہ ماہی کے دوران حکومت کو دستیاب بیرونی رقوم ہیں۔ تاہم اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں کا واجب الادا اسٹاک فروری 2014ء کے بعد پہلی مرتبہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے آخر تک منفی ہو گیا جس سے ملک کے بیرونی شعبے میں مجموعی کمزوریوں کی عکاسی ہوتی ہے (جدول 3.2)۔

پی ایس ایز کو قرضہ

پچھلے برس کی اسی مدت کے 5.1 ارب روپے کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے میں 60.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ اہم بات یہ ہے کہ پی ایس ایز کے قرضوں کا بڑا حصہ شعبہ توانائی میں سیالیت کے مسائل سے نمٹنے کے لیے تھا، نہ کہ حقیقی سرگرمیوں کو تحریک دینے کے لیے ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کے لیے۔

مثال کے طور پر پی ایس ایز کے قرض کا کثیر حصہ پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) نے لیا۔ اس ادارے نے اپنے ملکی اور بین الاقوامی قرض خواہوں کو ادائیگی کے لیے ان قرضوں کا استعمال کیا۔ توانائی کے مختلف اداروں جیسے جینکوز (خصوصاً صاحب کو اور کیپکو)، پی آئی اے اور ایس این جی پی ایل کی پھنسی ہوئی قابل وصولی رقوم کی وجہ سے یہ ادائیگیاں کچھ عرصے سے رکی ہوئی تھیں۔ اسی طرح پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ (پی ایچ پی ایل) کی جانب سے اضافی قرضے نے بھی اس اضافے میں اپنا حصہ ڈالا۔

اجناسی مالکاری

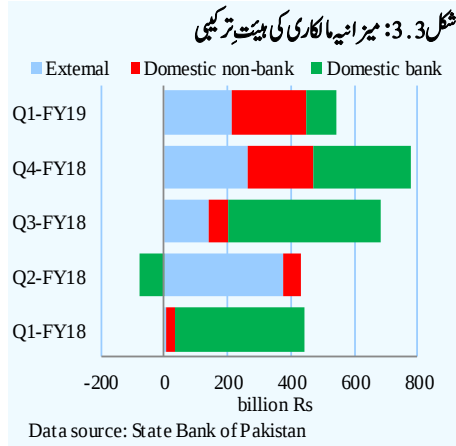
مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران خریداری ایجنسیوں خصوصاً گندم خریدنے والے اداروں نے بینک سے اپنے قرضوں کو پانچ سال کی بلند ترین سطح پر پہنچا دیا تھا۔ اس سے نہ صرف اجناس کی بھرپور خریداریوں کا اظہار ہوا بلکہ خریداری ایجنسیوں کو درپیش نقد کے بہاؤ کے مسائل بھی ظاہر ہوئے جو ان کے اپنے ذخائر کے خاصے حصے کو آف لوڈ کرنے میں ناکامی کی بنا پر پیدا ہوئے تھے۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ ایجنسیاں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مودودہ اسٹاک کا خاصا بڑا حصہ آف لوڈ کرنے کے قابل ہو گئیں،² بنیادی طور پر اس لیے کہ عالمی قیمتوں کی بحالی کے ساتھ بھاری حکومتی زراعت کی دستیابی سے برآمدی امکانات بہتر ہو گئے۔³ تاہم جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں اجناسی مالکاری کے تحت کم موسمی واپسی ہوئی ہے۔

اس بے قاعدگی کی تشریح واجب الادا اصل رقوم پر خریداری ایجنسیوں کی جانب سے مؤخر سودی ادائیگیوں سے ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر پالیسی ریٹ کے اضافے کے رد عمل میں کمرشل بینکوں نے واجب الادا اجناسی قرضوں پر مارک اپ کی رقم بڑھادی تھی جس نے خریداری ایجنسیوں

² مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خریداری ایجنسیاں 518.9 ہزار میٹرک ٹن گندم آف لوڈ کرنے میں کامیاب رہیں۔ پچھلے سال وہ صرف 121.4 ہزار میٹرک ٹن آف لوڈ کر سکی تھیں۔

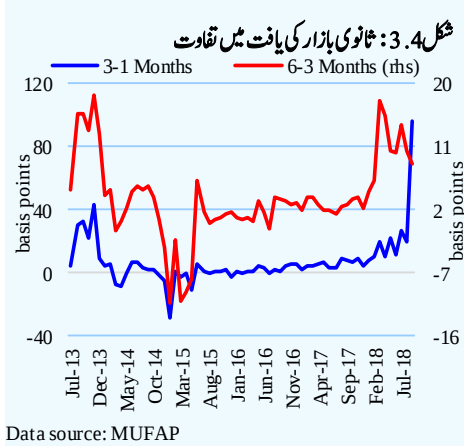
³ جولائی تا ستمبر 2018ء کے دوران گندم کی عالمی قیمتیں جولائی تا ستمبر 2017ء کی نسبت اوسطاً 12.7 فیصد زیادہ تھیں۔

کی قرض واپسی کی صلاحیت کو مفلوج کر دیا۔ نتیجے کے طور پر ایجنسیوں نے اپنے نظام الاوقات کے مطابق واپسی کو کچھ عرصہ روکے رکھا اور بہتر نرخوں کے لیے بینکوں سے گفت و شنید کی۔ مزید یہ کہ حکومت کی ذرائع میں تاخیر کی وجہ سے ایجنسیوں کے نقد کے بہاؤ میں متوقع بہتری بھی نہ آ سکی۔



میزانیہ قرض گیری

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بینکاری نظام سے مجموعی میزانیہ قرض گیری کئی سال کی پست ترین سطح پر آ گئی۔ اگرچہ مجموعی مالیاتی خسارہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں پچھلے سال کی اسی سہ ماہی سے بلند تھا تاہم اس کی مالکاری کا جھکاؤ نان بینک ملکی وسائل نیز بیرونی مالکاری کی طرف بہت زیادہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں بینکاری نظام نے مالیاتی خسارے کا 92.6 فیصد پورا کیا لیکن مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اس کا حصہ صرف 17.1 فیصد رہ گیا (شکل 3.3)۔



بینکاری نظام کے اندر حکومت کا اسٹیٹ بینک کی مالکاری پر انحصار دوران سہ ماہی خاصا بڑھ گیا کیونکہ حکومتی تمسکات کے لیے جدولی بینکوں کی طلب شرح سود میں مزید اضافے کی توقعات کی بنا پر کم کم رہی۔ ان توقعات کی عکاسی ثانوی بازار میں 3 ماہ اور ایک ماہ کے بڑھتے ہوئے یافت کے تفاوت نیز 3 ماہ اور 6 ماہ کے یافت کے تفاوت میں ہوتی ہے (شکل 3.4)۔

چنانچہ اس سہ ماہی کی بیشتر ٹی بل نیلامیوں میں (7 میں سے 5) بینکوں کی شرکت کم رہی۔ صرف دو نیلامیاں جن میں شرکت دیکھی جاسکتی تھی جولائی میں ریٹ کے اضافے کے فوری بعد ہوئی تھیں۔ ان دو نیلامیوں میں بینکوں نے مجموعی طور پر 4.4 ٹریلین روپے کی پیشکشیں رکھیں، جو تمام سہ ماہی وثیقہ جات کی تھیں، جبکہ عرصیتیں 2.0 ٹریلین روپے کی تھیں۔ نتیجتاً حکومت قبل از نیلامی اہداف پورے کرنے کے قابل ہو گئی۔

پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 19ء

تاہم دیگر تمام نیلامیوں میں حکومت نہ صرف قبل از نیلامی اہداف حاصل نہ کر سکی بلکہ عرصیت منہا کر کے قبولیتیں بھی منفی رہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ سہ ماہی کے دوران کسی بھی نیلامی میں ششماہی اور بارہ ماہی ٹی بلز دونوں مجموعی طور پر ایک فیصد پیشکشیں اور قبولیتیں بھی حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

اسی طرح معینہ کوپن کے پی آئی بیز نے ایسے ہی رجحان کا مظاہرہ کیا جہاں زیر جائزہ مدت کے دوران تین میں سے ایک نیلامی منسوخ کر دی گئی۔ مزید برآں مجموعی قبولیتیں 19.4 ارب روپے تھیں جبکہ عرصیتیں 461.1 ارب روپے تھیں۔ اس کے برعکس طویل میعاد کے بانڈز میں رواں شرح کی پی آئی بیز مقبول ترین رہیں اور پیش کردہ رقم ہدف سے تجاوز کر گئی بہ نسبت معینہ شرحوں کے جن میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران معینہ ریٹس کی نسبت بینکوں نے ہدف کی رقم کے نصف سے کم پیشکشیں کیں (جدول 3.3)۔

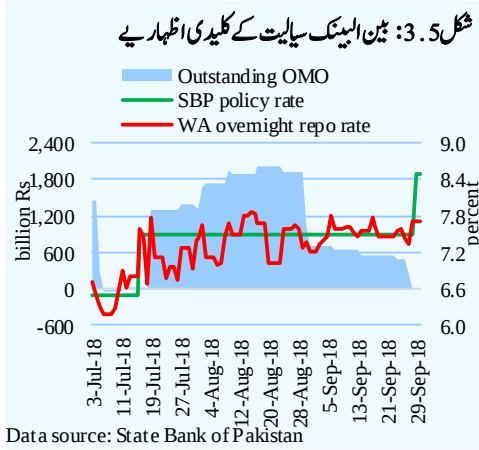
جدول 3.3: حکومتی تسکات کا خاکہ نیلامی (عرفی مالیت)								
ارب روپے								
نیلامی کی تفصیل شرح			نیلامی کی معینہ شرح			ٹی بلز		
منظور شدہ	پیشکش	ہدف	منظور شدہ	پیشکش	ہدف	منظور شدہ	پیشکش *	ہدف
خالص زمرے میں								
-	-	-	55.6	107.3	300.0	4,406.3	4,511.2	3,900.0
101.5	151.5	150.0	20.6	65.2	150.0	4,687.0	5,119.0	5,450.0
عرصیت سے منہا								
-	-	-	-541.0	-489.6	-296.6	724.8	829.7	218.5
101.5	151.5	150.0	-440.6	-395.9	-311.1	-973.6	-541.6	-210.6
*صرف ایم ٹی بی کی پیشکش کردہ رقم، علاوہ از غیر مسابقتی بولی								
اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک								

خلاصہ یہ ہے کہ حکومتی وثیقہ جات کی کافی عرصیتوں نیز اضافی حکومتی قرض کی ضروریات کا پورا بوجھ اسٹیٹ بینک نے برداشت کیا۔ نتیجے کے طور پر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مرکزی بینک سے حکومتی قرضے بڑھ کر 1.5 ٹریلین روپے ہو گئے۔

3.3 بین الینک میں سیالیت کی کیفیات

عرصیت پوری کرنے والے حکومتی وثیقہ جات کا حجم اتنا کافی تھا کہ بینک ان ذرائع سے پیدا ہونے والی سیالیت کی طلب کو آسانی پورا کر سکتے: (i)

نہی شعبے نیز پی ایس ایز کی جانب سے قرضے کا زیادہ استعمال؛ (ii) حکومتی ایجنسیوں کی جانب سے کم واپسی؛ (iii) زر مبادلہ کے ادخالات میں اضافہ؛ اور (iv) لمانتوں کی نمو میں سست رفتاری۔⁴

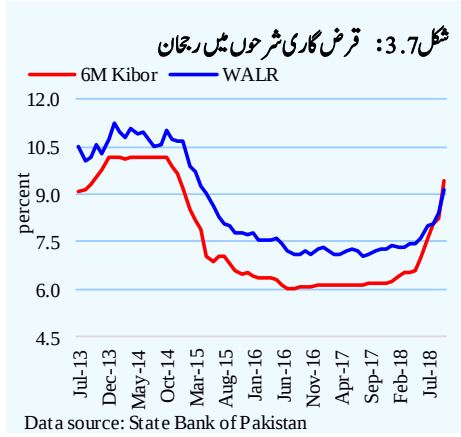
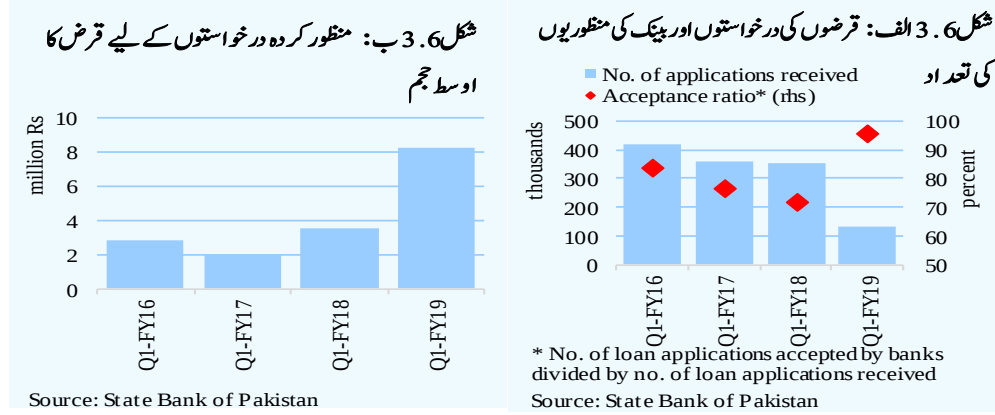


چنانچہ اسٹیٹ بینک نے مارکیٹ سے اضافی سیالیت خارج کرنے کے لیے بازار زر کے سودوں کے واجب الادا ادخالات رول بیک کیے۔ بازار زر کے سودوں کے اوسط واجب الادا ادخالات مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کم ہو کر 1.0 ٹریلین روپے ہو گئے جبکہ گذشتہ سال 1.4 ٹریلین روپے تھے (شکل 3.5)۔ تاہم کوششوں کے باوجود بین الینک مارکیٹ میں اضافی سیالیت برقرار رہی جیسا کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ سے شبینہ ریٹس کے منفی 8 بیس پوائنٹس کے انحراف سے ظاہر ہے، جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 5 بیس پوائنٹس کا مثبت انحراف ہوا تھا۔

چنانچہ بینک حکومتی پیپرزمیں سرمایہ کاری کرنے کی طرف مائل نہ تھے، اس لیے انہوں نے دستیاب سیالیت کو استعمال کرنے کے لیے صرف نہی قرضوں کے جزدانوں کو توسیع دینے پر توجہ مرکوز کی۔ اگرچہ قرضے کی طلب کے حالات اتنے خوشگوار نہ تھے جتنے پہلی چند سہ ماہیوں میں رہے تھے۔ جس کا سبب بلند شرح سود اور معاشی غیر یقینی کیفیت تھی۔ تاہم بینکوں کے درمیان معتبر اور مالی اعتبار سے قابل عمل منصوبوں کے حصول کے لیے بھرپور مقابلہ برقرار رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ دوران سہ ماہی بینکوں کو قرضوں کی جو درخواستیں موصول ہوئیں ان میں کمی آئی (شکل 3.6 الف)۔ تاہم بینکوں نے بیشتر درخواستیں قبول کر لیں۔ قبول کردہ درخواستوں میں قرض کی اوسط رقم بھی (خام مال کی بلند قیمتوں کے باعث) پہلے تین برسوں کی نسبت کافی زیادہ تھی (شکل 3.6 ب)۔ قرضے کے جزدان کو بڑھانے کی جانب توجہ کی عکاسی اس امر سے بھی

⁴ پچھلے سال کے 0.37 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں کی مجموعی امانتیں 0.01 فیصد بڑھیں۔

ہوتی ہے کہ بینکوں نے اپنے کچھ اہم صارفین کو کابور پر قرضے دیے جس سے چھ ماہی کابور اور مجموعی بہ وزن اوسط شرح قرض گاری کے درمیان پریمیم تقریباً ختم ہو گیا (شکل 3.7)۔



3.4 نجی شعبے کو قرض

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کو قرض 127.9 ارب روپے بڑھ گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 37.4 ارب روپے کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ قرضے کے اس بھرپور استعمال سے مالی سال 19ء کی حوصلہ افزا ابتدا کی نشاندہی ہوتی ہے کیونکہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی عموماً نجی شعبے کے قرضوں کی موسمی واپسی ظاہر کرتی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضے کے حوالے سے ہونے والی تبدیلیوں کی وضاحت ان عوامل کے ذریعے کی جاسکتی ہے (i) خام مال (خصوصاً کپاس اور پیٹرولیم

(ii) روپے کی قیمت میں یکدم کمی جس سے مشینری آلات کی (iii) سیمنٹ کی صنعت میں منصوبے کے مطابق سرمایہ کاریوں پر کام میں تیزی جس سے طویل مدت قرضوں کی طلب بڑھ گئی۔ اس اثنا میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نان فائلرز پر گاڑیوں اور مکانات کی خریداری رجسٹریشن پر پابندی جیسے پالیسی اقدامات کے باعث صارفی مالکاری کی رفتار سست ہو گئی۔

معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی نمو کم ہوئی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی نمو کی رفتار کم ہو گئی (جدول 3.4)۔ اشیاء سازی کے شعبے میں قرضوں کا استعمال خاص طور پر کم رہا جس میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں قرضے نصف سے بھی کم ہو گئے۔ اشیاء سازی کے اندر صرف دو شعبے سیمنٹ اور چینی ایسے تھے جن میں کوئی قابل ذکر سرگرمی دکھائی دی۔

سیمنٹ میں طویل مدت قرضوں کی وجہ چند منصوبوں میں پہلے سے طے سرمایہ کاری پر کام کی رفتار تیز ہونے سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ قواعد و ضوابط کی دشواریوں کی بنا پر کچھ منصوبوں کو پچھلے سال سست رفتاری کا سامنا کرنا پڑا تھا تاہم اب ان منصوبوں پر کام پھر شروع ہو گیا ہے۔⁵

چینی کے شعبے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قرضے کے بلند استعمال سے سیالیت کے مسائل ظاہر ہوتے ہیں۔ اگرچہ فرمیں اس مدت میں کافی چینی برآمد کرنے میں

جدول 3.4: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرض گاری (بھاء)										
ارب روپے	م18ء	م19ء	م18ء	م19ء	م18ء	م19ء	م18ء	م19ء	م18ء	م19ء
مجموعی قرضے	24.5	99.0	81.3	64.1	56.7	34.9	20.3	46.2	30.2	89.6
اشیاء سازی	43.4	50.5	89.6	64.1	56.7	34.9	20.3	46.2	30.2	89.6
سینٹ	0.5	17.4	2.9	6.6	3.4	10.8	0.2	18.5	29.4	17.0
ٹیکسٹائل	1.4	29.6	17.0	29.4	3.4	10.8	0.2	18.5	29.4	17.0
قدر اضافی بیرونی مصنوعات	2.8	20.1	2.2	22.0	0.7	1.9	2.4	0.3	12.9	6.0
لوہا اور فولاد	6.4	15.3	6.0	12.9	0.3	2.4	0.2	3.2	11.8	14.5
خوردنی تیل اور گھی	17.7	12.1	14.5	11.8	3.2	0.2	1.3	0.2	8.7	1.1
گاڑیاں	1.3	9.9	1.1	8.7	0.2	1.3	0.8	1.1	4.3	0.0
دھاتی مصنوعات سازی کا شعبہ	1.1	5.1	0.0	4.3	1.1	0.8	1.0	1.6	5.1	4.5
کاغذ	2.9	4.1	4.5	5.1	1.6	1.0	4.5	0.2	2.9	11.3
کھاد	11.5	7.4	11.3	2.9	0.2	4.5	10.4	8.4	32.3	39.9
چینی	31.5	21.9	39.9	32.3	8.4	10.4	0.3	0.3	23.7	13.0
چاول کی پراسیسنگ	12.7	23.4	13.0	23.7	0.3	0.3	0.2	1.9	35.0	4.5
بجلی گیس اور پانی کی فراہمی	2.6	35.2	4.5	35.0	1.9	0.2	0.5	2.6	35.7	5.5
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	2.8	36.1	5.5	35.7	2.6	0.5	0.2	0.7	0.7	1.0
گیس کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	0.3	0.9	1.0	0.7	0.7	0.2	3.1	3.6	5.3	3.0
ریٹیل اسٹور اور متعلقہ شعبے	6.6	8.4	3.0	5.3	3.6	3.1	2.9	2.0	4.8	1.6
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ، مواصلات	3.7	7.7	1.6	4.8	2.0	2.9	2.1	3.4	3.6	4.5
تعمیرات	1.1	5.7	4.5	3.6	3.4	2.1	4.3	2.9	2.4	0.3
کان کنی	2.6	2.0	0.3	2.4	2.9	4.3	2.8	3.8	0.5	5.5
زراعت	9.3	2.2	5.5	0.5	3.8	2.8	0.9	1.4	5.5	3.7
تجارت و کاروبار	5.1	4.6	3.7	5.5	1.4	0.9	0.2	0.1	10.2	3.5
شپ، بریکنگ	3.5	10.4	3.5	10.2	0.1	0.2				

* بشمول تجارتی ماکاری

اعداد و شمار کا ماخذ اسٹیٹ بینک

⁵ مثال کے طور پر دسمبر 2017ء میں پنجاب ماحولیاتی تحفظ ایجنسی (ای پی اے) کے جاری کردہ ایک حکم کی وجہ سے پیپل لیف سیمنٹ نے مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں اپنے 7300 ٹن یومیہ کے منصوبے پر کام عارضی طور پر معطل کر دیا۔ بعد ازاں جنوری 2018ء میں لاہور ہائیکورٹ نے ای پی اے کے حکم کو فرم کے حق میں منسوخ کر دیا۔ تب سے فرم نے اپنے توسیعی منصوبے پر کام پھر شروع کر دیا ہے اور مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی اس میں پیش رفت ہوئی۔ دیگر فرموں نے اپنے اپنے نظام الاوقات کے مطابق نئے پلانٹس پر کام کے آغاز کی جانب پیش رفت کے لیے قرضے لیے۔ مثال کے طور پر چیراٹ سیمنٹ نے لائن تھری کے لیے ویسٹ ہیٹ ریکوری کی تنصیب، کوہاٹ سیمنٹ نے گرے سیمنٹ لائن میں 7800 ٹن یومیہ کی استعداد کی توسیع، پائپر سیمنٹ نے 24 میگا واٹ کے بجلی گھر اور فلائنگ سیمنٹ نے ویسٹ ہیٹ ریکوری یونٹ کے لیے قرضے لیے۔

کامیاب رہیں تاہم ان کے نقد کا بہاؤ نمایاں طور پر بہتر نہ ہوا کیونکہ حکومت نے برآمدی زر اعانت کی مکمل ادائیگی نہیں کی۔ چینی ساز سیالیت کے مسائل کا ذمہ دار ملکی منڈی میں موجودہ کم قیمتوں کو بھی ٹھہراتے ہیں۔ کئی فرمیں بینکوں کو ادائیگی میں تاہم نہ ہو چکی ہیں اور اس شعبے کے واجب الادا غیر فعال قرضے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 41.6 فیصد بڑھ گئے ہیں۔⁶ اس طرح بظاہر بینک فنڈنگ پر اس شعبے کے انحصار میں اضافہ ہو گیا ہے جس کی جزوی وجہ بینکوں کے واجبات کی ادائیگی ہے۔ کچھ فرمیں تاہم نہ ہو گئیں جبکہ دیگر نے طویل مدت قرضے (معیینہ سرمایہ کاری) لے کر اپنے قلیل مدت قرضے (جاری سرمایہ) ادا کیے۔ آگے چل کر غیر یقینی سیالیت کی صورت حال اور کچل کاری کے موسم کی آمد آمد کے پیش نظر ہو سکتا ہے کہ یہ فرمیں اپنے قرضوں کے خاکہ عرصیت کو طویل تر کرنا مناسب سمجھیں۔

خام مال کی زائد لاگت نے جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب بڑھا دی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضے 64.1 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 85.9 ارب روپے کے قرضے واپس کیے گئے تھے۔ عام طور پر پہلی سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں کی موسمی واپسی ہوتی ہے تاہم اس سال خام مال راجناس کی قیمتوں میں اضافے کے باعث قرضوں کا استعمال زیادہ رہا۔

مثال کے طور پر پیٹرولیم ریفائنریز اور بجلی پیدا کرنے والے یونٹوں کے قرضے بڑھنے میں (عالمی نرخوں میں اضافے نیز روپے کی قدر میں کمی دونوں کے باعث) اہم خام مال کی بلند قیمتوں کا اثر کافی غالب معلوم ہوتا ہے۔ ان دونوں شعبوں نے مل کر مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 57.7 ارب روپے قرض لیا جبکہ پچھلے سال صرف 1.3 ارب روپے لیا تھا۔ تاہم اگر ہم ان کی قرض گیری کی خام تیل اور حرارتی ایندھن

(فرنس آئل، ہائی اسپید ڈیزل اور کونکے) کے نرخوں کے رجحان کے ساتھ تطبیق کریں تو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ خاصا واجبی رہ جاتا ہے (جدول 3.5)۔⁷ ان شعبوں کی قدرے کمزور سرگرمی میں بھی یہ اثر نمایاں ہے: اگرچہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں حرارتی بجلی کی پیداوار

جدول 3.5: پہلی سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات اور بجلی کے شعبہ جات کی جاری سرمائے کے لیے قرض گیری (بہاؤ)			
پیٹرولیم مصنوعات		بجلی	
نامیہ	حقیقی	نامیہ	حقیقی
18ء مالی سال	-1.9	0.6	0.0
19ء مالی سال	22.0	35.7	0.2

© سعودی عرب بین الاقوامی کم زور قیمتیں
 © فرنس آئل، کونکے اور ایچ ایس ڈی کی تھوک اشاریہ قیمت میں قیمتوں کی کمی
 اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

⁶ اس شعبے کا مجموعی انقباض تناسب بھی آخر جون 2018ء میں 5.2 فیصد سے بڑھ کر ستمبر 2018ء میں 8.3 فیصد ہو چکا ہے۔

⁷ جولائی تا ستمبر 2017ء کے مقابلے میں جولائی تا ستمبر 2018ء کے درمیان عرب لائٹ کی قیمتیں اوسطاً 50.5 فیصد زیادہ تھیں۔

کی رفتار کم ہوئی تاہم ریفائٹنگ کی سرگرمیوں میں پچھلے سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں 5.4 فیصد کمی دیکھی گئی۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شعبہ توانائی کا بینکاری نظام پر بحیثیت مجموعی انحصار گردش قرضے کے مسئلے کی وجہ سے بڑھا ہوا ہے۔ پیٹرولیم ریفائنریز کے حوالے سے یہ بطور خاص درست ہے کیونکہ جب انہیں فروخت کردہ ایندھن کی رقوم باقاعدگی سے مل رہی ہوں تو یہ فرمیں اپنے طور پر کافی سیالیت پیدا کر لیتی ہیں۔

جہاں تک ٹیکسٹائل کا تعلق ہے، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کپاس کی ملکی قیمتوں میں 36.6 فیصد سال بسال اضافے کا اثر کافی نمایاں معلوم ہوتا ہے اس شعبے میں یہ سرگرمی (جس کی بلند برآمدی حجم سے عکاسی ہوتی ہے) جاری سرمائے کے قرضوں میں یکدم اضافے کی وضاحت کرتی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکسٹائل فرموں کی جاری سرمائے کی قرض گیری 29.4 ارب روپے بڑھ گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 18.0 ارب روپے کی خالص واپسی دیکھی گئی تھی۔ چونکہ اس شعبے میں بیشتر سرگرمیاں برآمدات کے گرد گھومتی ہیں اس لیے قرض کا لگ بھگ 39 فیصد اسٹیٹ بینک کی برآمدی نوامالکاری اسکیموں سے پورا کیا گیا جو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.0 فیصد کی رعایتی شرح پر دستیاب تھیں۔

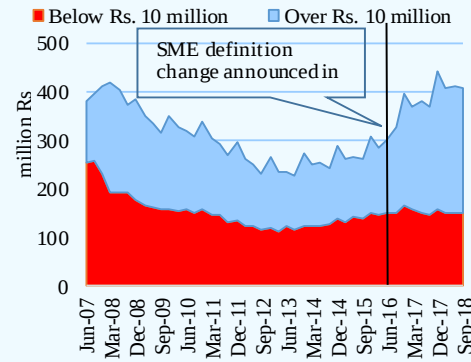
دوسری جانب کھاد کے شعبے نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اپنے جاری سرمائے کے قرضے واپس کر دیے۔ یہ عمل زیر جائزہ مدت میں کھاد کے استعمال اور پیداوار دونوں میں کمی سے مطابقت رکھتا تھا۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کھاد کا استعمال 6.1 فیصد کم ہو گیا جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 1.2 فیصد سال بسال اضافہ ہوا تھا کیونکہ مختلف خریف فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی رپورٹ کی گئی تھی۔ مزید یہ کہ تین میں سے دو یونٹ سستے فیڈ اسٹاک کی عدم دستیابی کی بنا پر پیداوار بحال نہ کر سکے۔ یہ صورت حال مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کے شعبے کی پیداوار میں 4.8 فیصد کمی کا ایک سبب تھی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 5.8 فیصد کمی ہوئی تھی۔⁸

کم قرضے پانے والے زمرے جیسے ایس ایم ایز کو بینکوں کی فوری توجہ کی ضرورت ہے جزوار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کارپوریٹ قرض گیر کو سب سے زیادہ فائدہ رہا جبکہ ایس ایم ایز کے قرضوں کا حصہ بدستور کم ہوتا رہا۔ گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بھی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایس ایم ایز قرض گیروں کی تعداد میں کمی آئی (جدول 3.6)۔ بیشتر کمی پانچ بڑے بینکوں میں عیاں تھی کیونکہ دیگر بینکوں نے ان علاقوں میں جہاں ایس ایم ایز کا ارتکاز ہے

⁸ اعداد و شمار کا ماخذ: نیشنل فریڈا انٹرویو لیپنٹ سینٹر اور پاکستان دفتر شماریات۔

جدول 3.6: پہلی سہ ماہی میں چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کے اہم اظہاریے بھادرب روپے میں			
م 17ء	م 18ء	م 19ء	
27.4	-10.8	-4.8	چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں کی مالکاری
-3.9	-1.0	-6.8	پانچ بڑے بینک
31.1	-9.6	2.0	دیگر کرنشل بینک *
6.3	6.0	5.4	قرضوں میں حصہ (فیصد)
4.5	4.9	4.3	پانچ بڑے بینک
7.9	6.9	6.3	دیگر کرنشل بینک *
164,585	173,785	172,899	قرض گروں کی تعداد
31,425	43,848	46,494	پانچ بڑے بینک
95,140	91,986	88,561	دیگر کرنشل بینک *
25.9	21.1	18.5	غیر فعال قرضوں کا تناسب (فیصد)
* تخصیصی بینکوں کے علاوہ			
اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک			

شکل 3.8: حجم کے اعتبار سے ایس ایم ای قرضوں کی ہیئت ترکیبی



Data source: State Bank of Pakistan

اپنی خاص برانچیں قائم کر کے اپنے ایس ایم ای اکتشاف میں اضافہ کیا۔ تاہم ان کے کلائنٹس کی نمو بھی نہ بڑھ سکی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکاری صنعت کی توجہ کا مرکز درست نہیں۔ بڑی تعداد میں قرض گیروں کو چھوٹے چھوٹے قرضے دینے کے بجائے وہ اپنا مجموعی قرض جزدان بڑھانے پر توجہ دے رہے ہیں۔

خاص طور پر موجودہ ایس ایم ای جزدان کا جھکاؤ زیادہ تر بڑی مالیت کے قرضوں کی طرف ہے کیونکہ آخر ستمبر 2018ء میں ایک کروڑ روپے سے زائد کے قرضوں کا حصہ مجموعی ایس ایم ای قرضوں میں بڑھ کر 76.7 فیصد ہو گیا جبکہ آخر ستمبر 2017ء میں 74.1 فیصد تھا۔ مزید برآں مارچ 2016ء سے ایس ایم ای قرضوں میں مجموعی اضافے صرف بڑی مالیت کے قرضوں کی وجہ سے ہو رہا ہے (شکل 3.8)۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ تبدیلی اسٹیٹ بینک کے محتاطیہ ضوابط میں ایس ایم ای کی تعریف میں نرمی کیے جانے کے بعد آئی۔⁹ اسٹیٹ بینک مختلف شعبوں میں قرضے کی دستیابی کو بہتر بنانے کے لیے پہلے ہی کئی اقدامات کر چکا ہے۔ اس سلسلے میں بینکوں کو حالیہ ایس ایم ای پالیسی سے فائدہ اٹھانا چاہیے جس کا اعلان کم قرضے پانے والے اس شعبے کو قرض کی فراہمی ترجیحی بنیاد پر بہتر بنانے کے لیے مالی سال 18ء میں کیا گیا تھا۔

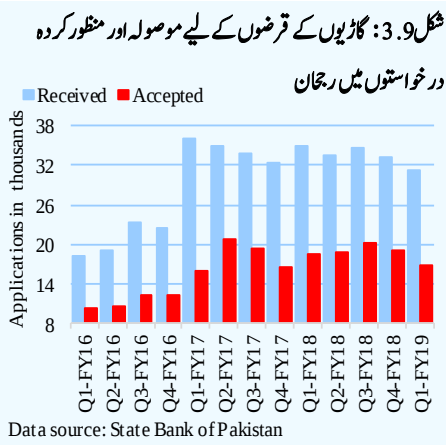
⁹ آئی ایچ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر نمبر 02 برائے 2016ء بتاریخ 6 مئی 2016ء، یہ اس لنک پر دستیاب ہے:

<http://www.sbp.org.pk/smfcd/circulars/2016/C2.htm>

جدول 3.7: پہلی سہ ماہی میں صارفی مالکاری (بھائی)

ارب روپے	م 18ء	م 19ء
مجموعہ	18.4	15.3
(1) برائے پاس بلڈنگ	6.3	5.4
(2) برائے ٹرانسپورٹ یعنی کار کی خریداری	11.2	5.0
(3) ذاتی قرضے	0.8	3.5
(4) کریڈٹ کارڈز	1.6	1.1
(5) پائیدار صارفی اشیا	-1.5	0.3

ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان



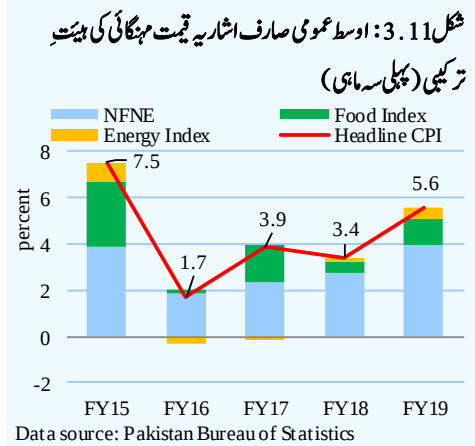
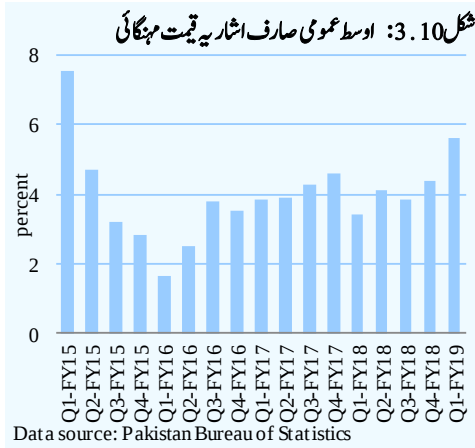
میزانیہ اقدامات سے اہم صارفی زمروں کی رفتار کم ہوئی صارفی مالکاری مسلسل چار سہ ماہیوں تک بڑھنے کے بعد مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کم ہو کر 15.3 ارب روپے ہو گئی (جدول 3.7)۔ بالخصوص مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کار کے لیے قرضوں کا استعمال گزشتہ سال کی اسی سہ ماہی کی نسبت آدھے سے بھی کم ہو گیا اور بینکوں کو پچھلے برس کی اس سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کار کے قرضوں کی کافی کم درخواستیں ملیں (شکل 3.9)۔¹⁰ بنیادی طور پر حکومت کا نان فائلرز کے گاڑیاں خریدنے پر رجسٹر کرانے پر پابندی کا فیصلہ اس سست رفتاری کا باعث بنا کیونکہ حکومت کی ہدایات کی تعمیل کرتے ہوئے سب سے بڑے تین آٹو اسمبلرز میں سے دو نے مئی 2018ء کے دوران ہی نان فائلرز کے لیے کاروں کی پیشگی بکنگ معطل کر دی تھی۔

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں کار مالکاری میں سست رفتاری کے مجموعی صارفی مالکاری پر اثر کی تلافی بڑی حد تک ذاتی قرضوں میں 3.5 ارب روپے کے قرضوں میں اضافے سے ہو گئی۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ چند بینک جن کی برانچیں زیادہ ہیں اور تنخواہ دار طبقہ بھاری تعداد میں ان کے صارفین میں شامل ہے زیر جائزہ مدت کے دوران اس جز میں پیش رفت کرنے میں کامیاب رہے۔

3.5 مہنگائی

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت بڑھ کر 5.6 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.4 فیصد تھی۔ یہ مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے اب تک سہ ماہی مہنگائی کی بلند ترین سطح ہے، یعنی وہ مدت جب تیل کی عالمی قیمتیں کم ہونا شروع ہوئی تھیں (شکل 3.10)۔

¹⁰ پچھلے برس کی اسی مدت کے صرف 0.5 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران روپے کی قیمت 2.2 فیصد کم ہوئی۔

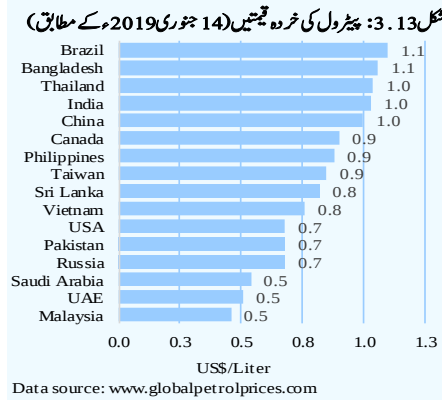
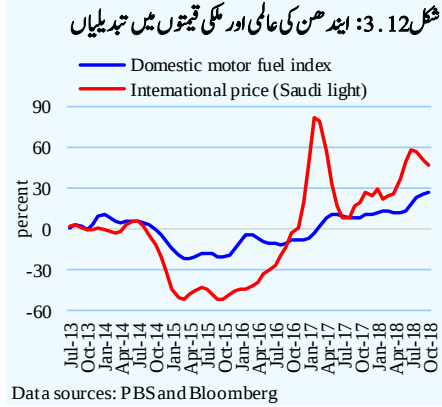


بظاہر دوران سہ ماہی عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں سب سے زیادہ اضافہ غیر غذائی غیر توانائی جز کی بنا پر آیا جو عموماً معیشت میں مضمر طلبی دباؤ کو ظاہر کرتا ہے (شکل 3.11)۔ تاہم یہاں یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر غذائی غیر توانائی جز کے اضافے میں لاگتی دباؤ بھی شامل تھا خاص طور پر تیل کی بلند قیمتوں نیز روپے کی قدر میں کمی کے دور ثانی کے اثرات۔

غیر غذائی غیر توانائی میں ایسا ایک جز ٹرانسپورٹ خدمات ہیں۔ اس میں پورا اثر ایندھن کی قیمتوں (پیٹرول، ڈیزل اور سی این جی) کے اضافے کی منتقلی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح گاڑیوں کی قیمتیں بھی مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 10.7 فیصد بڑھ گئیں جس کا ملکی آٹو اسمبلرز نے یہ جواز بیان کیا کہ روپے کی قدر میں کمی ہو گئی اور اس کے نتیجے میں درآمد شدہ الگ الگ پرزوں / نیم ساختہ یونٹس اور دیگر آٹو پارٹس کی لاگت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ دیگر اشیا جیسے چپلیں جوتے اور گھریلو استعمال کے آلات بھی، جن میں مارکیٹ زیادہ تر درآمد شدہ اشیا فراہم کرتی ہے، مضبوط طلب کے علاوہ روپے کی قدر میں کمی کے کچھ اثر کی عکاسی کرتے ہیں۔

عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر ایندھن کی قیمتوں کا براہ راست اثر بھی گہرا تھا۔ ان قیمتوں نے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پچھلے سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں عمومی مہنگائی کے اضافے میں تقریباً 18 فیصد کا حصہ ڈالا۔ مزید یہ کہ غذائی مہنگائی بھی گزشتہ برس سے زیادہ رہی کیونکہ گندم اور چینی جیسی اہم اشیا کی قیمتیں اپنی چلی سطح سے جو پورے مالی سال 18ء میں رہی تھی اوپر اٹھ آئیں۔ اس بحالی کی مالیاتی لاگت ہے کیونکہ فاضل مال کو آف لوڈ کرنے میں زراعت یافتہ برآمدات نے اہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں بیشتر غذائی اشیا پر ایندھن کی

قیمتوں کا اثر بھی محسوس کیا گیا کیونکہ خوردہ فروشوں نے نقل و حمل کی بلند لاگت کا اثر صارفین کو منتقل کر دیا۔ یہ اثر دودھ اور گوشت میں زیادہ نمایاں تھا۔



تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی اور ملکی قیمتیں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تیل کی بین الاقوامی قیمتوں نے اوپر کی جانب اپنا سفر جاری رکھا۔ مالی سال 18ء میں 64.5 فیصد اضافے کے بعد سعودی لائٹ کی قیمت مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں مزید 4.6 فیصد بڑھ گئی۔ اس پر حکومت نے پیٹرول کی قیمتیں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 1.5 فیصد (1.4 روپے فی لٹر) بڑھائی ہیں۔ اگر ہم مندرجہ ذیل عوامل پر غور کریں تو یہ اضافہ خاصا کم ہے: (i) حکومت نے مالی سال 18ء میں خام تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا اثر صرف جزواً منتقل کیا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نرخوں میں قبل ازیں اضافوں کی موخر منتقلی کا وقت آگیا تھا؛ اور (ii) مالی سال 18ء اور مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قیمت میں بالترتیب 13.7 فیصد اور 2.2 فیصد کمی ہوئی۔ پیٹرول کی ملکی قیمتوں پر اس کا اثر بھی متوقع تھا۔

جیسا کہ شکل 3.12 میں دکھایا گیا ہے، ایندھن کی عالمی اور مقامی قیمتوں کے درمیان ایک کے مقابلے میں ایک کا تعلق نہیں ہوتا کیونکہ حکومتیں ایندھن کی ملکی منڈیوں میں اتار چڑھاؤ کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ اپنی جگہ لیکن حال ہی میں پیٹرول کی قیمتوں محدود اضافے کے کچھ سیاسی پہلو بھی ہو سکتے ہیں۔ چونکہ 2018ء انتخابات کا سال تھا اس لیے سبکدوش ہونے والی حکومت نیز نئی حکومت دونوں عوامی تنقید سے بچنے کے لیے قیمتوں میں زیادہ اضافہ کرنے سے گریزاں تھی۔ نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں پیٹرول کی قیمتوں کی موجودہ سطح بدستور اس سطح پر ہے جو تیل برآمد کرنے والے ممالک میں دیکھا جاتا ہے (شکل 3.13)۔ اس سے نہ صرف مالیاتی بوجھ پیدا ہوتا ہے بلکہ تیل کی ملکی طلب بلند سطح پر رہتی ہے۔

جدول 3.8: پہلی سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی لحاظ سے صارف اشاریہ قیمت اور مختلف اجزاء کا حصہ

نمو فیصد میں، حصہ فیصد کی درجہ میں

حصہ	نمو	م 19ء	م 18ء	م 19ء	م 18ء	وزن
عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی		5.6	3.4	5.6	3.4	100.0
غذائی جس میں		1.1	0.5	2.7	1.2	37.5
سگریٹ		0.0	-0.4	0.6	-16.4	1.4
گندم کا آٹا		0.2	-0.1	3.9	-2.3	4.2
تازہ بزیں		0.1	-0.1	4.0	-5.7	1.7
ٹماٹر		0.1	-0.1	22.9	-12.9	0.4
شکر		0.0	-0.2	-3.3	-17.5	1.0
دالیں		-0.1	-0.3	-11.3	-17.5	1.1
گوشت		0.3	0.2	10.8	7.0	2.4
دودھ		0.3	0.3	3.9	3.7	6.7
غیر غذائی جس میں		4.5	2.9	7.6	5.0	62.5
ایندھن		0.5	0.1	25.8	7.2	3.0
ٹرانسپورٹ خدمات		0.3	0.0	14.4	0.1	2.7
کپڑے، جوتے		0.5	0.3	6.5	3.9	7.6
تعلیم		0.6	0.4	13.7	10.1	3.9
گھریلو سامان		0.3	0.1	6.1	2.8	4.2
مکان کا کرایہ		1.5	1.3	7.6	7.2	21.8
سیر و تفریح		0.1	0.0	6.7	0.3	2.0
اشاریہ تعمیرات		0.1	0.0	9.4	4.1	0.9
موٹر گاڑیاں		0.1	0.0	10.7	4.1	0.7
غیر غذائی غیر توانائی		4.0	2.8	7.7	5.5	53.5

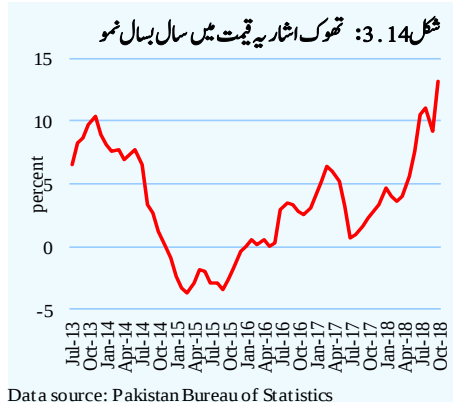
ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

بہر کیف نقل و حمل کی خدمات کی قیمتوں میں 14.4 فیصد اضافہ ہوا جو چھ سال کے وقفے کے بعد دو ہندسی نمو تھی۔ نقل و حمل کی مہنگائی میں سب سے زیادہ حصہ ڈالنے والے عناصر میں مختصر فاصلوں (100 کلومیٹر سے کم) کے لیے ٹرین کے کرائے نیز بسوں اور فضائی سفر کے کرائے شامل تھے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں ایندھن اور ٹرانسپورٹ کی خدمات نے مل کر غیر غذائی مہنگائی میں لگ بھگ 20 فیصد اضافہ کیا جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ان کا مشترکہ حصہ 3.4 فیصد تھا۔

دوران سہ ماہی غذائی قیمتیں معمول پر آگئیں غذائی اشاریے میں واجبی بلند نمو کی بنیادی وجہ سگریٹ کی قیمتوں کا اثر تھا۔ یاد رہے کہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومت کی جانب سے ڈیوٹی کے ڈھانچے میں تبدیلی کی وجہ سے سگریٹ کی قیمتیں غیر معمولی طور پر 16.4 فیصد کم ہو گئی تھیں (جدول 3.8)۔¹¹ اس سال قیمتیں کم و بیش مستحکم رہیں۔ اسی طرح گندم کے آٹے، ٹماٹر اور تازہ سبزیوں کی قیمتیں بھی پچھلے سال کم ہونے کے بعد مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں معمول پر آگئیں۔

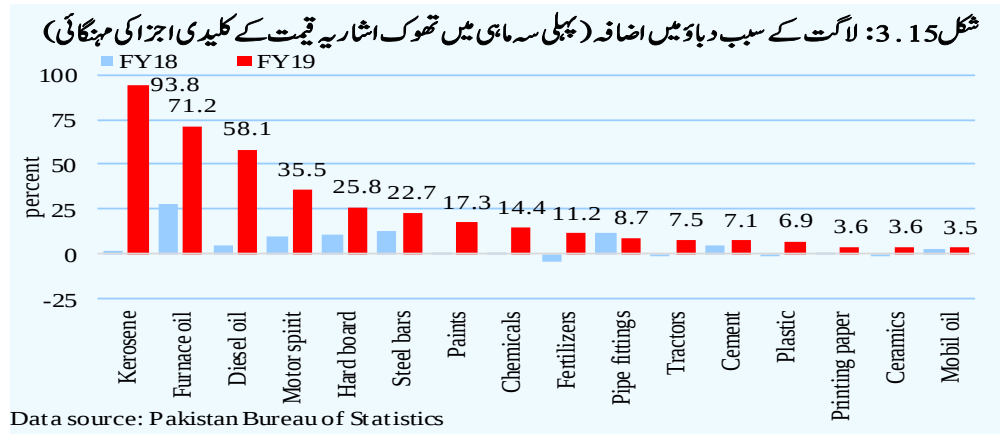
علاوہ ازیں چینی اور دالوں کی قیمتوں میں زیر جائزہ مدت کے دوران مسلسل منفی نمو درج ہوتی رہی اگرچہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت کمی محدود تھی۔ جہاں تک اؤل الذکر کا تعلق ہے، گنے کی ریکارڈ پیدوار اور اضافی دستیابی نے پچھلے سال اس کی قیمت کم کر دی تھی۔ اس سال چینی کی برآمدات نے ملکی منڈی میں نرخ کو مستحکم کرنے میں مدد دی۔

¹¹ تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 2017-18ء۔



لاگتی دباؤ بڑھ رہا ہے
اجناس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے ساتھ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں یکدم کمی کی بنا پر اہم خام مال اور سرمایہ جاتی اشیا کے نرخ حالیہ مہینوں میں بڑھ گئے ہیں۔ یہ اشیا تھوک اشاریہ قیمت میں شامل ہیں جس میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دو ہندسی نمور یکاڑ کی گئی جو گزشتہ سات برسوں میں پہلا موقع تھا (شکل 3.14)۔

یہاں یہ بات اہم ہے کہ اگرچہ پیٹرولیم کی مصنوعات کی مہنگائی سب سے زیادہ تھی (خصوصاً مٹی کے تیل اور فرنس آئل میں) تاہم نان آئل مصنوعات میں بھی پچھلے برس کی نسبت بلند تر مہنگائی دیکھی گئی۔ ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں (i) تعمیرات سے متعلق اشیا جیسے سینٹ، فولاد، پائپ فٹنگز وغیرہ؛ (ii) زراعت میں مستعمل اشیا جیسے ٹریکٹر، کھاد اور کیڑے مار دوائیں؛ اور (iii) دیگر صنعتی سامان جیسے دھات اور پلاسٹک کی مصنوعات (شکل 3.15)۔



تعلیم
جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی پچھلی سہ ماہی اور سالانہ رپورٹوں میں کہا گیا، صارف اشاریہ قیمت کا تعلیمی اشاریہ گزشتہ چند برسوں میں اوسطاً 10 فیصد سے زائد بڑھ چکا ہے حالانکہ مجموعی مہنگائی کافی کم رہی ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی تعلیم میں 13.7 فیصد مہنگائی دیکھی گئی جبکہ مالی

پہلی سہ ماہی رپورٹ مالی سال 19ء

سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ اشاریہ 10.1 فیصد بڑھا تھا۔ تعلیمی مہنگائی میں اضافے کے رجحان میں نجی اداروں خصوصاً اسکولوں کا بڑا کردار تھا۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں سرکاری اداروں میں فیس کا ڈھانچہ بھی ایک بڑا عامل تھا۔

مختلف شہروں میں مہنگائی کی مختلف شرح

مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں اوسط عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 40 شہروں میں جن کے اعداد و شمار مرتب کیے گئے مختلف رہی۔ سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی 5.6 فیصد تھی جبکہ مختلف شہروں کے مابین مہنگائی کی حدود 7.8 فیصدی درجے تھیں۔ اس میں زیادہ سے زیادہ مٹھی میں 10.6 فیصد مہنگائی تھی جبکہ مظفر گڑھ میں سب سے کم یعنی 2.8 فیصد تھی۔ یہ حدود پچھلے سال سے مختلف نہیں۔ تاہم مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم حدود دونوں مالی سال 18ء کی اسی مدت سے بلند تر ہیں۔

مٹھی اور ڈیرہ اسماعیل خان وہ شہر ہیں جو دو حوالوں سے مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں نمایاں نظر آتے ہیں۔ اول، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صارف اشاریہ قیمت کے اندر 40 شہروں میں ان میں مہنگائی بلند ترین ہے (شکل 3.16)۔ دوم، یہ ان شہروں میں سرفہرست ہیں جن میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مہنگائی میں بلند ترین اضافہ درج کیا گیا۔ الگ الگ سطحوں پر دیکھیں تو ان شہروں کے تمام ذیلی اشاریوں میں بلند مہنگائی ریکارڈ کی گئی۔ یہ اجاگر کرنا ضروری ہے کہ تمام 40 شہروں میں صارف اشاریہ قیمت کے اوزان مساوی ہیں۔ چنانچہ مٹھی اور ڈیرہ اسماعیل خان جیسے چھوٹے شہروں میں مہنگائی، مجموعی مہنگائی کو اتنا ہی متاثر کرتی ہے جتنی کراچی اور لاہور جیسے گنجان آباد شہروں میں۔ یہ صورت رہی ہے کہ چھوٹے شہروں میں مہنگائی کافی تغیر پذیر (بعض اوقات بلند) رہی ہے (غالباً سدی مسائل کی بنا پر) جو بالآخر عمومی طور پر بلند اور تغیر پذیر ملک گیر مہنگائی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔

